Al-Kashaf: Research Journal for Social Sciences (Miscellaneous)
Volume: 03, No: 02. July – September 2023
ISSN: 2790 – 8798; E-ISSN: 2790 – 8801

وراثت: قرآن وسنت، منتخب اردو تفسیری ادب اور مروجہ پاکستانی قوانین کا تقابلی مطالعہ

Inheritance: A Comparative Study of Qur'an and Sunnah, Selected Urdu Commentary Literature and Prevailing Pakistani Laws

Dr. Hafiz Falak Shair Faizi[*], *Israr Ullah*[**]

[*] *Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Lahore Leads University, Pakistan*
[**] *Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, University of Sindh, Pakistan*

KEYWORDS
Inheritance
Property
Transferred
Characteristic

ABSTRACT

Inheritance signifies the transfer of property from one individual to another, conferring upon the latter complete control over its administration and disposal, thus inheriting it with the same rights as the original owner. Denial of inheritance rights often leads to socio-economic disparities and violence within society. This paper aims to examine the Islamic law of inheritance and the interpretations offered by *Mufassirin* (Commentators of the Quran). It elucidates the fundamental principles of Islamic inheritance law. Additionally, the study endeavors to provide a comparative analysis from both Shariah and Pakistani legal perspectives on inheritance issues within the country. Qualitative research methods are employed to achieve these objectives.

اسلام نے حقوق پر مساویانہ حثیت رکھی ہے بالخصوص وراثت میں، قبل از اسلام عرب میں یہ دستور رہا ہے کہ جب کوئی وفات پاجاتا تو اس کا بیٹے کو وہ مال مل جاتا اور عورتیں بلکل محروم رہتیں لیکن اسلام نے کہا کہ وارث تو سب ہونگے خواہ قرابتِ حقیقی ہوں یا بوجہ عقد زوجیت کے ہو یا بوجہ نسبت آزادگی ہو حصہ سب کو ملے گا اگرچہ کم وپیش ہو۔ مقالہ ہذا میں وراثت سے متعلق تفصیلات کا ذکر منتخب اردو تفاسیر کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ وراثت کے بارے بحث کے اختتام پر تجزیہ بھی پیش کیا گیا ہے اور اس سے متعلق مشترک نکات، مختلف فیہ نکات، اور امتیازی نکات کا ذکر کرتے ہوئے مروجہ قوانین سے تقابلی جائزہ بھی لیا گیا ہے۔

وراثت کے معنی ومفہوم

"ورث یرث ورثا و ورثا و ارثا و ارثة ورثه و تراثا فلانا" کے معنی ہیں **" انتقل الیه مال فلان بعد وفاته"** (مَعْلوف، ۱۸۶۷–۱۹۴۶ م، ص۸۹۵) 'فلاں کا مال اس کی وفات کے بعد اس کی طرف منتقل ہوا۔

"الورثة والارث" :"انتقال قنیة الیک عن غیرک من غیر عقد ،ولا ما یجری مجری العقد،و سمی بزلک المنتقل عن المیت فیقال للقنیةالموروثة"۔ (اصفہانی، ج،۱، ص۳۶۸) **الورثةوالارث**" کے معنی ہیں بغیر کسی معاہدہ یا قائم مقام معاہدہ کے کسی کے مال تیری طرف منتقل ہو جانا، اسی طرح میت کی طرف سے جو مال ورثاء کی طرف منتقل ہوتا ہے اس کو وراثت کا نام دیا جاتا ہے۔

۱۔"**الورث**: وراثت، ترکہ، میراث۔"(کیرانوی، ۱۴۲۲ھ، ص۱۸۳۵)

۲۔"**ورثوا**: وارث ہوئے، نائب ہوئے، میراث میں پایا۔"(لجلالی، ۱۹۵۸ء، ص، ۲۸۹)

*Corresponding Author: Dr.Hafiz Falak Shair Faizi
Email Address: hafizfalak.isl@leads.edu.pk

۳۔ "ورث یاارث یاارثہ یاوراثۃ یاورثۃ یاتراث۔" (وحید الزماں، ۱۹۵۶ء، ج۲، ص۳۶)

۴۔ "الورثۃ والارث: کسی شئی کا ایک شخص کی ملکیت سے نکل کر دوسرے شخص کی ملکیت میں جانا ہے۔" (اصفہانی، ج۲، ص۱۱۰۶)

۵۔ "وراثہ: کسی کی پونجی کا دوسرے کی طرف منتقل ہو جانا، بغیر کسی معاملہ کے۔ (سجاد میر ٹھی، ۱۹۵۴ء، ص۶۱۲)

وراثت کی اصطلاحی تعریف:

۱۔ "وراثت ایک غیر اختیاری انتقال ملکیت ہے جس کے ذریعہ فوت ہونے والے شخص کا ترکہ اس کے ورثاء کے حق میں بطریق خلاف جانشینی منتقل ہو جاتا ہے۔" (تنزیل الرحمن، ۲۰۰۴ء ج۵، ص۱۵۶۹)

۲۔ "میت کی رضا و اختیار کے بغیر اس کے مال متروکہ یا حق متروکہ میں سے میت کے قرابت دار کو جو ملتا ہے، اس کو اصطلاح میں وراثت کہتے ہیں۔" (قادری، ۲۰۱۵ء، ص۲۸۳)

۳۔ "کسی فوت شدہ شخص کے ورثا میں اس کی چھوڑی جانی والی جائیداد کی تقسیم کی جانے والی چیز کو وراثت کہتے ہیں، جس میں تقسیم کی جائے وہ وارث کہلاتا ہے۔" (محبوب عالم، ۱۹۹۲ء، ص۱۴۲۲)

وراثت قرآن کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰي وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْھُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا" (النساء:۸-۷)

"مردوں کے لئے یہ والدین اور قریبی رشتہ داروں کے پاس جو کچھ رہ جاتا ہے اس کا ایک حصہ ہوتا ہے، اور خواتین کے لئے اس میں والدین اور قریبی رشتہ داروں کے پاس جو حصہ رہ جاتا ہے اس میں حصہ ہوتا ہے چاہے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ اور جب وہ تقسیم کے وقت (وراثت میں) حاضر ہو تو، رشتہ دار، یتیم اور مسکین، پھر اسے دے دو اور اس سے حسن سلوک کرو۔

اس آیت کریمہ میں میں اللہ تعالیٰ نے وراثت کی تقسیم اور حصوں کا ذکر کیا ہے اور وراثت کی تقسیم کا اصول واضح کیا ہے جس کی مزید وضاحت مفسرین اکرام نے کی ہے جو کہ آگے ذکر ہیں۔

وراثت کے احکام احادیث کی روشنی میں

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

"قَالَ رَسُولُ اللّٰهِﷺ: لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتَّى (سجستانی، م۲۷۵ھ، ج۳، ح۲۹۱۱)

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: دو دین والے (یعنی مسلمان اور کافر) کبھی ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے"۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

"عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى ا اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ (داؤد، ۲۰۲ ھ، ج۳، ص۱۲۵)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔

ان احادیث سے اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ مسلمان کی جائیداد کا فر حصہ دار نہیں بن سکتا اور اسی طرح کافر کی جائیداد کا وارث مسلمان نہیں بن سکتا۔ کیوں کہ وراثت کے احکام اور حصص صرف مسلمانوں کے لیے ہیں۔

کلالہ کی میراث کی اہمیت

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

"عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: آخِرُ آيَةٍ أُنْزِلَتْ مِنَ الْقُرْآنِ:يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ" (قشیری، م ۲۶۱ھ، ج ۳، ص، ۱۲۳۶)

"ابن ابی خالد نے ابواسحاق رضی اللہ عنھم سے اور انہوں نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: قرآن کی آخری آیت جو نازل ہوئی (یہ تھی) ﴿ **يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ** ﴾ وہ آپ سے فتویٰ مانگتے ہیں، کہہ دیجئے: اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے"۔

کلالہ ہر اس وارث کو کہتے ہیں جو اولاد کے علاوہ ہو۔ آنحضرت سے کلالہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا :۔من مات ولیس لہ ولد ولا والد کہ کلالہ ہر اس میت کو کہتے ہیں جس کا باپ اور اولاد زندہ نہ ہوں۔ گویا کلالہ یا تو اس لیے کہتے ہیں کہ سلسلہ نسب اس تک پہنچنے سے عاجز ہو گیا ہے اور یا اس لیے کہ وہ نسب کسی ایک جانب یعنی جانب اصل یا جانب فرع سے اس کے ساتھ بالواسطہ پہنچتا ہے اور یہ یعنی دو احتمال اس لیے ہیں کہ نسبی تعلق دو قسم پر ہے انتساب بالعمق (یعنی بارہ راست تعلق) جیسے باپ بیٹے کا باہمی تعلق نسبت بالعرض یعنی بالواسطہ جیسے بھائی یا چچا کے ساتھ (رشتے کی نسبت)

انبیاء کی میراث کا حکم

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

"عَنْ عَائِشَةَ،أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَيَسْأَلْنَهُ مِيرَاثَهُنَّ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ عَائِشَةُ لَهُنَّ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لاَ نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ" (بخاری، ج ۸، ص، ۱۵۰)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی بیبیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجنا چاہا اپنا ترکہ مانگنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے مال سے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ان سے، کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو ہم چھوڑ جاویں وہ صدقہ ہے۔

بیٹی اور بہن کی میراث کا حکم

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

"جَاءَتِ امْرَأَةُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، قُتِلَ أَبُوهُمَا مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيدًا، وَإِنَّ عَمَّهُمَا أَخَذَ مَالَهُمَا، فَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا وَلَا تُنْكَحَانِ إِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ، قَالَ: يَقْضِي اللَّهُ فِي ذَلِكَ ، فَنَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَمِّهِمَا، فَقَالَ: أَعْطِ ابْنَتَيْ سَعْدٍ الثُّلُثَيْنِ، وَأَعْطِ أُمَّهُمَا الثُّمُنَ، وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ" (ترمذی، م۲۷۹ھ، ج۴، ص، ۴۱۴)

"سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی اپنی دو بیٹیوں کو جو سعد سے پیدا ہوئی تھیں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا! اے اللہ کے رسول، یہ دونوں سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ہیں، ان کے باپ آپ کے ساتھ لڑتے ہوئے جنگ احد میں شہید ہو گئے ہیں، ان کے چچا نے ان کا مال لے لیا ہے، اور ان کے لیے کچھ نہیں چھوڑا، اور بغیر مال کے ان کی شادی نہیں ہو گی۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا''، چنانچہ اس کے بعد آیت میراث نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان (لڑکیوں) کے چچا کے پاس یہ حکم بھیجا کہ سعد کی دونوں بیٹیوں کو مال کا دو تہائی حصہ دے دو اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ، اور جو بچے وہ تمہارا ہے۔

پوتی کی میراث کا حکم

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

"جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي مُوسَى وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ، فَسَأَلَهُمَا عَنِ الِابْنَةِ، وَأُخْتٍ لأب، وأم، فقال: للابنة النصف، وللأخت من الأب والأم ما بقي، وقالا له: انطلق إلى عبد الله، فاسأله فإنه سيتابعنا، فأتى عبد الله فذكر ذلك له وأخبره بما وَابْنَةِ الِابْنِ قَالَا، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ، وَلَكِنْ أَقْضِي فِيهِمَا كَمَا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِلِابْنَةِ النِّصْفُ، وَلِابْنَةِ الِابْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ، وَلِلْأُخْتِ مَا بَقِيَ" (ترمذی، ۲۱۰ھ، ج۴، ص، ۴۱۵)

"ایک شخص ابو موسیٰ اور سلمان بن ربیع رضی اللہ عنھم کے پاس آیا اور ان سے ان کی بیٹی، اور بہن کی میراث کے بارے میں پوچھا، ان دونوں نے جواب دیا: بیٹی کو آدھا میراث ملے گا اور باقی حقیقی بہن کو ملیں گے۔ اس نے اس شخص سے یہ بھی کہا کہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنھم کے پاس جا کر اس سے پوچھو، وہ بھی ہماری طرح جواب دے گا۔ وہ شخص عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنھم کے پاس گیا اور اسے اس کی وضاحت کی اور ابو موسیٰ اور سلمان ابن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنھم نے کہا: اگر میں نے بھی یہی جواب دیا تو میں جا کر اس پر فیصلہ کروں گا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فیصلہ فرمایا: بیٹی نصف وصول کرے گی اور پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا تا کہ (بیٹیوں کا پورا حصہ) دو تہائی مکمل ہو جائے اور باقی بہن کو دے دیئے جائیں گے"

عصبہ کی میراث کا حکم

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

"عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَنَّ أَعْيَانَ بَنِي الْأُمِّ يَتَوَارَثُونَ دُونَ بَنِي الْعَلَّاتِ يَرِثُ الرَّجُلُ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ دُونَ إِخْوَتِهِ لِأَبِيهِ" (ابن ماجہ، محمد بن یزید، ج۲، ص، ۹۱۵)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سگے بھائی ایک دوسرے کے وارث ہوں گے، علاتی کے نہیں، آدمی اپنے سگے بھائی کا وارث ہو گا علاتی بھائیوں کا نہیں"۔

دادا کا میراث میں حکم

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

"عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ الْمُزَنِيِّ،قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أُتِيَ بِفَرِيضَةٍ فِيهَا جَدٌّ فَأَعْطَاهُ ثُلُثًا أَوْ سُدُسًا" (ابن ماجہ، ۲۰۹ھ، ج ۲، ص، ۹۰۹)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ کے پاس ترکے کا ایک ایسا مقدمہ لایا گیا جس میں دادا بھی (وراثت کا حقدار) تھا، تو آپ ﷺ نے اسے ایک تہائی یا چھٹا حصہ دیا۔

ماموں کا میراث میں حکم

"قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ" (سنن ترمذی، ۲۱۰ھ، ج ۴، ص، ۴۲۲)

"نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ماموں اس شخص کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہیں ہے"۔

ذی الارحام کا میراث میں حکم

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

"أَنَّ مَوْلًى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَتَرَكَ شَيْئًا وَلَمْ يَدَعْ وَلَدًا وَلَا حَمِيمًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْطُوا مِيرَاثَهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ قَرْيَتِهِ ، قَالَ أَبُو دَاوُد: وَحَدِيثُ سُفْيَانَ أَتَمُّ، وقَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَاهُنَا أَحَدٌ مَنْ أَهْلِ أَرْضِهِ، قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: فَأَعْطُوهُ مِيرَاثَهُ" (سنن ابو داؤد، ج ۳، ص، ۱۲۳)

"رسول ﷺ کا ایک غلام مر گیا، کچھ مال چھوڑ گیا اور کوئی وارث نہ چھوڑا، نہ کوئی اولاد، اور نہ کوئی عزیز، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کا ترکہ اس کی بستی کے کسی آدمی کو دے دو۔ ابو داؤد کہتے ہیں: سفیان کی روایت سب سے زیادہ کامل ہے، مسدد کی روایت میں ہے: نبی ﷺ نے پوچھا: یہاں کوئی اس کا ہم وطن ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا ترکہ اس کو دے دو"۔

آزاد کردہ غلام کی میراث

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

"أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تَعْتِقُهَا، فَقَالَ أَهْلُهَا: نَبِيعُكِهَا عَلَى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا، فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ ذَاكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذَلِكِ فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ" (سنن ابو داؤد، ج ۳، ص، ۱۲۶)

"ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی خرید کر آزاد کرنا چاہا تو اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم اسے اس شرط پر آپ کے ہاتھ بیچیں گے کہ اس کا حق ولاء ہمیں حاصل ہو، عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا: یہ خریدنے میں تمہارے لیے رکاوٹ نہیں کیونکہ ولاء اسی کا ہے جو آزاد کرے۔"

عورت کی میراث کا حکم

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

"عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمَرْأَةُ تَحُوزُ ثَلَاثَ مَوَارِيثَ عَتِيقِهَا وَلَقِيطِهَا وَوَلَدِهَا الَّذِي لَاعَنَتْ عَلَيْهِ"(سنن ابن ماجہ، ج ۲، ص، ۹۱۶)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عورت تین میراث حاصل کرتی ہے، ایک تو اپنے اس غلام یا لونڈی کی میراث جس کو وہ آزاد کرے، دوسرے اس بچے کی میراث جس کو راستہ میں لاوارث پاکر پرورش کرے، تیسرے اس بچے کی میراث جس پر اپنے شوہر سے لعان کرے۔"

قاتل کی میراث کا حکم

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

"أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:الْقَاتِلُ لَا يَرِثُ" (سنن ترمذی، ج ۴، ص، ۴۲۵)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قاتل وارث نہیں ہوگا۔"

ان احادیث سے وراثت کی اہمیت اور قریبی رشتہ داروں کے حصوں کی وضاحت ہو رہی ہے۔

وراثت پر منتخب تفسیری مباحث

تفہیم القرآن

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

اللہ تعالی نے واضح پانچ قرآنی احکام بیان کیے ہیں:

۱۔ وراثت میں مردوں اور عورتوں دونوں حصہ کا حق رکھتے ہیں۔

۲۔ وراثت ہر صورت میں تقسیم ہونی چاہیے چاہے وہ تھوڑی ہو یا زیادہ ہو، یہاں تک کہ متوفی نے کپڑا کا ایک ٹکڑا بھی چھوڑا ہو تو اگر اس کے دس یا زیادہ وارث ہیں تو ان سب میں تقسیم ہوگا۔ اور یہ الگ بات ہے کہ ایک وارث دوسرے وارثوں سے ان کا حصہ خرید لے۔

۳۔ شریعت اسلامیہ نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ وراثت کا قانون ہر طرح کے اموال پر لاگو ہوگا۔ چاہے وہ مال منقولہ ہوں یا غیر منقولہ، زرعی ہوں یا صنعتی یا کسی اور صنف مال میں شمار ہوتے ہوں۔

۴۔ وراثت کا حق تب پیدا ہوگا جب مورث کوئی مال چھوڑ کر مرا ہو۔

۵۔ قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں دور کا رشتہ دار میراث نہ پائے گا۔ (مودودی، ۱۳۹۹ھ ج ۱، ص، ۳۲۴)

اور اللہ تعالی خطاب میت کے وارثوں سے فرماتا ہے اور انہیں ہدایت فرمائی جارہی ہے کہ میراث کی تقسیم کے موقع پر جو دور نزدیک کے رشتہ دار اور کنبہ کے غریب و مسکین لوگ اور یتیم بچے آجائیں ان کے ساتھ تنگ دلی نہ برتو۔ میراث میں از روئے شرع ان کا حصہ نہیں ہے تو نہ سہی، وسعت قلب سے کام لے کر ترکہ میں سے ان کو بھی کچھ نہ کچھ دے دو، اور ان کے ساتھ وہ دل شکن باتیں نہ کرو جو ایسے مواقع پر بالعموم چھوٹے دل کے کم ظرف لوگ کیا کرتے ہیں۔

معارف القرآن

مفتی محمد شفیع رقمطراز ہیں

اللہ تعالیٰ نے وراثت کے دو بنیادی اصولوں کا انکشاف کیا ہے، ایک پیدائش کا رشتہ جو بچوں اور والدین کے مابین ہوتا ہے اور جسے والدین کے لفظ نے بیان کیا ہے، دوسرا عام تعلق ہے جو لفظ اقربون کے معنی ہے اور صحیح ہے "رشتہ داری" سے مراد ہر طرح کے رشتے اور رشتے ہیں، چاہے یہ باہمی پیدائش کا رشتہ ہو، جیسے بچوں اور والدین کے مابین، یا بصورت دیگر، جیسے عام خاندانی رشتے میں، یا ایسا رشتہ جو ازدواجی تعلقات سے پیدا ہوتا ہے. "ہر ایک پر غالب ہے، لیکن والدین کو بنیادی طور پر ان کی اہمیت کے لئے الگ کر دیا گیا ہے، پھر اس لفظ نے بھی اس بات پر زور دیا کہ مطلق تعلق وراثت کے لئے کافی نہیں ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ تعلقات میں قریبی ہونا پڑے، کیونکہ اگر قربت کو معیاری شرط نہ بنایا جائے تو ہر مرنے والے کی وراثت پوری دنیا کی تمام انسانی آبادی پر تقسیم کرنا ضروری ہو جائے گا، کیونکہ سب ایک ماں باپ آدم و حوا کی اولاد ہیں، دور قریب کا کچھ نہ کچھ رشتہ سب میں موجود ہے۔

اولاً امکان سے باہر ہے۔ دوسری بات، یہاں تک کہ اگر تھوڑی سی کوشش کے ساتھ بھی، منقولہ جائیداد کو ایسے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جو کسی کی خدمت نہیں کریں گے، لہذا یہ ضروری ہو گیا کہ جب وراثت اگر مدار قرابت پر مبنی ہو، تو یہ ہونا چاہئے یہ قاعدہ قائم کیا کہ اگر قریب اور دور دراز کے مختلف رشتے دار ہوں تو قریبی رشتہ دار کو دور دراز سے زیادہ ترجیح دی جانی چاہئے اور قریب میں اسے مستقبل میں حصہ نہیں دینا چاہئے، ہاں اگر کچھ رشتہ دار بھی ہوں تو ہر ایک کو قریبی قرار دیا جانا چاہئے۔ ایک ہی وقت میں، یہاں تک کہ اگر قرابت کی وجوہات ایک دوسرے سے مختلف ہیں، تب بھی وہ سب وراثت کے مستحق ہوں گے، جیسے والدین یا بیوی بچوں والے، وغیرہ۔ وہ سب قریب ہیں یہاں تک کہ اگر رشتے کی وجوہات مختلف ہوں۔

ایک اور چیز یہ ہے کہ جس طرح مردوں کو وراثت کا حق سمجھا جاتا ہے، اسی طرح خواتین اور بچوں کو بھی اس حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ رشتہ ایک بچے یا والدین یا کسی اور قسم کا ہے۔ تعلقات کی لڑکے اور لڑکی کی حیثیت یکساں ہے، جس طرح لڑکا اپنے والدین سے پیدا ہوتا ہے، اسی طرح ان میں سے بھی ایک لڑکی پیدا ہوتی ہے۔

اسی طرح یہ بھی پایا گیا ہے کہ وراثت کی تقسیم ضرورت کے معیار پر نہیں بلکہ قرابت کے معیار پر مبنی ہے، لہذا یہ ضروری نہیں ہے کہ سب سے غریب اور نادار ترین افراد کو وراثت کا زیادہ مستحق سمجھا جائے۔ بلکہ جو لوگ مقتول کے ساتھ رشتہ کے قریب تر ہیں وہ ان لوگوں سے کہیں زیادہ مستحق ہوں گے جو دور دراز سے ہیں، خواہ اس کی ضرورت اور ضرورت دور دراز لوگوں سے بھی زیادہ ہو۔ نہ ہی یہ ایک قاعدہ بن سکتا ہے، اور نہ ہی یہ ایک مستحکم مستحکم قانون کی شکل اختیار کر سکتا ہے، کیونکہ رشتہ داری کے علاوہ دوسرا معیار لازمی طور پر عارضی اجتہاد ہو گا، کیوں کہ غربت مستقل چیز نہیں ہے، کیونکہ حالات بدل جاتے ہیں۔ اس کے باوجود، ایک شخص کا مالک ہونا اوسط فرد کی رسائی سے باہر ہے۔

یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ:

اگر اس قرآنی اصول کو سمجھ لیا جائے تو یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ جو آج کل بلاوجہ ایک نزاعی مسئلہ بنا دیا گیا ہے، وہ خود بخود ایک قطعی فیصلہ کے ساتھ حل ہو جاتا ہے کہ اگر یتیم پوتا بہ نسبت بیٹے کے ضرورت مند زیادہ ہو، لیکن "اقربون" کے قانون کی رو سے وہ مستحق وراثت نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ بیٹے کی موجودگی میں اقرب نہیں، البتہ اس کی ضرورت رفع کرنے کے لئے دوسرے انتظامات کئے گئے ہیں۔

اس مسئلہ میں موجودہ دور کے مغرب زدہ مجددین کے علاوہ کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا، ساری امت آج تک قرآن و حدیث کی تصریحات سے یہی سمجھتی آئی ہے کہ بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے کو میراث نہ ملے گی، خواہ اس کا باپ موجود ہو یا مر گیا ہو۔

متوفی کی ملکیت میں جو کچھ ہو سب میں وراثت کا حق ہے۔ میراث کے مقررہ حصے اللہ کی جانب سے طے شدہ ہیں۔

مختلف وارثوں کے جو مختلف حصے قرآن نے مقرر فرمائے ہیں، یہ خدا کی طرف سے مقرر کردہ حصے ہیں، ان میں کسی کو اپنی رائے اور قیاس سے کمی بیشی یا تغیر و تبدل کا کوئی حق نہیں۔

وراثت ایک جبری ملک ہے اس میں مالک ہونے والے کی رضامندی شرط نہیں۔

محروم الارث رشتہ داروں کی دلداری ضروری ہے:۔

میت کے رشتہ داروں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کو ضابطہ شرعی کے ماتحت اس کی میراث میں سے حصہ نہیں ملے گا، لیکن یہ ظاہر ہے کہ فرائض کی تفصیلات کا علم ہر شخص کو نہیں ہوتا، عام طور پر ہر رشتہ دار خواہش مند ہوتا ہے کہ اس کو بھی میراث میں سے حصہ ملے، اس لئے وہ رشتہ دار جو شرعی ضابطہ میراث کے تحت محروم قرار دیئے گئے ہیں، تقسیم میراث کے وقت ان کا دل افسردہ اور رنجیدہ ہو سکتا ہے خصوصاً جب کہ تقسیم میراث کے وقت وہ موجود بھی ہوں اور بالخصوص جبکہ ان میں کچھ یتیم اور مسکین حاجت مند بھی ہوں ایسی حالت میں جب کہ دوسرے رشتہ دار اپنا اپنا حصہ لے جا رہے ہوں اور یہ کھڑے دیکھ رہے ہیں ان کی حسرت و ایاس اور دل شکنی کا اندازہ کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جن پر کبھی یہ کیفیت گزری ہو۔ (شفیع، ۱۴۲۹ھ، ج ۲، ص، ۳۱۰-۳۱۴)

تدبر قرآن

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

اسلام نے مردوں اور عورتوں کے حصے مقرر کر دیے ہیں اور ان کی تقسیم بھی کر دی، البتہ حصے معین ہو جانے کے بعد قانونی حق دار تو وہی ہوں گے جو از روائے شریعت وارث قرار پائے ہیں۔

قانون وراثت کی جس میں مردوں اور عصبات اور وارثوں کے لیے مورث کی تمام املاک و جائداد سمیٹ کر اس پر قابض ہو جانے کا کوئی موقع ہی باقی نہ رہے۔ اسلام سے پہلے نہ صرف عرب میں بلکہ ساری دنیا میں یہ حال رہا ہے کہ یتیموں اور عورتوں کا کیا ذکر، تمام کمزور ورثہ زور آور وارثوں کے رحم و کرم پر تھے۔ قرآن نے اس صورت حال کی طرف دوسرے مقام "وتاکلون التراث اکلا لما" کے الفاظ سے اشارہ فرمایا ہے اس صورت حال کو ختم کر دینے کے لیے قرآن نے تمام وارثوں کے حقوق معین کر دیے، مردوں کے بھی، عورتوں کے بھی، اوپر کی آیات کی تلاوت کرتا ہوا آدمی جب اس آیت پر پہنچتا ہے تو محسوس کرتا ہے کہ گویا یتیموں کی برکت سے دوسروں کے حقوق معین کرنے کی بھی راہ کھل گئی۔ یعنی جو خود حقوق سے محروم تھے انہوں نے نہ صرف یہ کہ حقوق حاصل کیے بلکہ ان کی بدولت دوسروں کو بھی حقوق حاصل ہوئے۔ خاص طور پر عورتوں کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ گویا پہلی بار ان کو بھی مردوں کے پہلو بہ پہلو حق داروں کی صف میں جگہ ملی اور اپنے والدین و اقربا کے ترکے میں سے، خواہ کم ہو یا زیادہ، ان کا بھی اللہ تعالی کی طرف سے ایک معین حصہ فرض کر دیا گیا۔ (اصلاحی، م ۱۹۹۷، ج ۲، ص، ۲۵۶)

مزید لکھتے ہیں

حصے معین ہو جانے کے بعد قانونی حق دار تو وہی ہوں گے جو از روائے شریعت وارث قرار پائے ہیں لیکن صلہ رحم اور خاندانی و انسانی ہمدردی کے عام حقوق پھر بھی باقی رہیں گے۔ چنانچہ وارثوں کو خطاب کر کے ہدایت ہوئی کہ اگر کسی کی وراثت تقسیم کرتے وقت قرابت مند، یتیم اور مسکین آ

موجود ہوں تو ہر چند وراثت میں ان کا کوئی شرعی حق نہ ہو تاہم وہ ڈانٹے ڈپٹے نہ جائیں بلکہ ان کو بھی اس میں سے کچھ دے دلا کر ان کی دلداری کی کوشش کی جائے۔(اصلاحی، م۱۹۹۷، ج۲، ص ۲۵۶)

تبیان القرآن

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

جب یتیم بچوں کے ماں باپ اور قرابت دار مال چھوڑ جائیں تو وہ ترکہ کے مستحق ہونے میں برابر ہیں اس میں مرد اور عورت کا کوئی فرق نہیں ہے اور نہ ترکہ کے کم یا زیادہ ہونے سے کوئی فرق پڑتا ہے۔ ہر چند کہ حصہ کی مقدار میں فرق ہوتا ہے ' اسی طرح میت کے ساتھ لاحق ہونے میں بھی فرق ہوتا ہے اور جو میت کے ساتھ بلا واسطہ لاحق ہو اس کے ہوتے ہوئے وہ محروم ہوتا ہے جو کسی واسطہ کے ساتھ میت کے ساتھ لاحق ہوتا ہے مثلاً میت کا ایک بیٹا ہو اور ایک یتیم پوتا ہو تو بیٹا میت کے ساتھ بلا واسطہ لاحق ہے اور یتیم پوتا (فوت شدہ) دوسرے بیٹے کے واسطہ سے لاحق ہے۔ اس لئے بیٹے کے ہوتے ہوئے یتیم پوتا محروم رہے گا۔

یتیم اس نابالغ بچہ کو کہتے ہیں جس کا باپ فوت ہو گیا ہو۔

علم وراثت کا یہ قاعدہ ہے کہ قریب وارث کے ہوتے ہوئے بعید وارث محروم ہو جاتا ہے ایس بناء پر اگر کسی شخص کا ایک بیٹا زندہ اور دوسرے فوت شدہ بیٹے کا بیٹا یعنی یتیم پوتا بھی زندہ ہو تو اس شخص کی وراثت سے بیٹے کے ہوتے ہوئے یتیم پوتے کو حصہ نہیں ملے گا کیونکہ یتیم پوتا میت سے ایک واسطہ سے بعید ہے اور بیٹا میت سے بلا واسطہ لاحق ہے اور اقرب ہے۔ جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو اس کے ترکہ کے ساتھ چار حقوق متعلق ہوئے اول یہ کہ میانہ روی کے ساتھ اس کی تجہیز اور تکفین کی جائے ثانی یہ کہ اس کے ترکہ سے اس کا قرض ادا کیا جائے اگر قرض ہو۔ اگر بیوی کا مہر ادا نہ کیا ہو تو وہ بھی میت پر قرض ہے اور تقسیم ترکہ سے پہلے ادا کیا جائے گا۔ ثالث یہ کہ اس کے ثلث (ایک تہائی) مال سے اس کی وصیت پوری کی جائے اگر اس نے وصیت کی ہو۔ رابع یہ کہ اس کے باقی ماندہ مال کو اس کی ورثاء میں قرآن ' حدیث اور اجماع کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

تقسیم

تقسیم میں اصحاب الفرائض سے ابتداء کی جائے۔ اصحاب الفرائض وہ ہیں جن کے حصص قرآن مجید میں مقرر کر دیئے گئے ہیں مثلاً ایک بیٹی کو آدھا مال ملے گا دو یا دو سے زائد بیٹیوں کو دو ثلث (دو تہائی) اور ان کے لینے والے بارہ ہیں۔ چار مرد ہیں: باپ ' جد صحیح (دادا اور نانا ' نانا ' جد فاسد ہے) اخیافی بھائی (ماں کی طرف سے) اور خاوند اور آٹھ عورتیں ہیں: بیوی بیٹی، پوتی، عینی بہن (سگی بہن) اخیافی بہن، علاتی بہن (باپ کی طرف سے) ماں اور جدہ صحیحہ (نانا کی ماں جدہ فاسدہ ہے)

اصحاب الفرائض کو ان کا حصہ دینے کے بعد اگر ترکہ بچ رہے ' یا اصحاب الفرائض نہ ہوں تو پھر وہ تمام ترکہ عصبات کو دیا جاتا ہے۔ باپ کی طرف سے قرابت داروں کو عصبات کہا جاتا ہے عصبات بنفسہ چار ہیں: بیٹا پوتا ' باپ یا دادا ' بھائی اور چچا ' عصبات میں جو قریب ہو اس کو ملے گا اور بعید محروم ہو گا۔ اگر بیٹے کے ساتھ بیٹیاں بھی ہوں تو وہ عصبات بالغیر ہیں ' اور اگر بیٹیوں کے ساتھ بہنیں بھی ہوں تو وہ عصبات مع الغیر ہیں۔ اگر عصبات نہ ہوں تو پھر تمام مال ذوی الارحام میں تقسیم کر دیا جاتا ہے ' ذوی الارحام وہ ہیں جو ماں کی طرف سے میت کے رشتہ دار ہوں ان کے چار درجات ہیں پہلا درجہ ہے بیٹی کی اولاد اور پوتی کی اولاد۔ دوسرا درجہ ہے: جد فاسد اور جدات فاسدہ یعنی نانا اور نانا کی ماں ' اور تیسرا درجہ ہے۔ بہنوں کی اولاد اور عینی اور

علاتی بھائیوں کی بیٹیاں اور اخیافی بھائی کی اولاد ' اور چوتھا درجہ ہے پھوپھیاں ' اخیافی چچا اور ماموں اور خالہ ان میں درجہ بدرجہ ترتیب ہے اور اقرب کے مقابلہ میں ابعد محروم ہوگا۔

اگر ذوی الارحام نہ ہوں تو پھر میت کا ترکہ اس شخص کو ملے گا جس کے لئے میت نے کل ترکہ کی وصیت کی ہو اور اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر میت کا ترکہ بیت المال میں کیا جائے گا۔ واضح رہے کہ ہم نے ترکہ کی تقسیم میں لونڈی ' غلام ' مولی الموالات اور مقرلہ وغیرہ کا ذکر نہیں کیا کیونکہ اب ان کا رواج نہیں ہے رشتہ داروں اور ضرورت مندوں کو دینا احسان نہیں ان کا حق پہنچانا ہے۔

اگر کوئی شخص فوت ہو گیا اور اس کا ایک بیٹا دو بیٹیاں اور اس کا ایک چچا اور بھانجا ہو تو اس صورت میں بیٹا عصبہ بنفسہ ہے اور بیٹیاں عصبہ بالغیر ہیں۔ چچا بھی عصبہ ہے مگر بیٹے کی بہ نسبت بعید ہے اور بھانجا ذوی الارحام کے تیسرے درجہ میں ہے۔ اس صورت میں کل ترکہ کے چار حصے کئے جائیں گے دو حصہ ایک بیٹے کو اور ایک ایک حصہ دو بیٹیوں کو ملے گا۔ چچا عصبہ بعید ہونے کی وجہ سے محروم ہوگا اور بھانجا عصبہ کی موجودگی میں ذوالارحام ہونے کی وجہ سے محروم ہوگا تاہم چچا اور بھانجہ کو ورثاء انسانی ہمدردی کے تحت اپنی طرف سے تبرعا کچھ دے دیں تو یہ بہتر ہے۔ (سعیدی، م ۲۰۱۶ء، ج ۲، ص ۵۹۰)

تیسیر القرآن

مولانا عبدالرحمن کیلانی لکھتے ہیں:

وراثت کی تقسیم کے حوالے سے اللہ تعالی نے سب سے پہلے اولاد کے حصوں کا ذکر کیا ہے اور اس میں یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ لڑکے کا حصہ لڑکی سے دگنا ہوگا۔ یہ اس لیے کہ اسلام نے معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ مرد پر ڈالا اور عورت کو اس سے سبکدوش کر دیا ہے اور جب مرد کمانے کے قابل نہیں رہتا مثلا باپ، دادا وغیرہ تو اس کا حصہ عورت یعنی ماں، دادی وغیرہ کے برابر ہوتا ہے اور اگر اولاد میں صرف لڑکیاں ہی ہوں تو اگر ایک ہو تو اسے آدھا ترکہ ملے گا۔ اور دو یا دو سے زائد ہوں تو دو تہائی ملے گا۔ اور یہ عورتوں کے حصہ کی آخری حد ہے باقی مولانا نے تقسیم وراثت کے حوالے سے وہی لکھا ہے جو قرآنی ترتیب ہے۔ مزید عورتوں اور بچوں کا میراث میں حصہ کی تفصیل کے بارے میں یوں لکھتے ہیں۔

عورتوں اور بچوں کا میراث میں حصہ

عرب میں عورتوں کو میراث میں شامل کرنے کا دستور نہ تھا بلکہ عورت خود ورثہ شمار ہوتی تھی۔ اللہ تعالی نے عورت کو اس ذلت کے مقام سے نکال کر وراثت میں حصہ دار بنا دیا۔

(۱) میراث میں عورتوں کا حصہ (۲) ورثہ خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ جائیداد خواہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ بہر حال وہ تقسیم ہوگا۔ (۳) قریبی رشتہ داروں کی موجودگی میں دور کے رشتہ دار محروم ہوں گے (٤) ان قریبی رشتہ داروں کا حصہ بھی مقرر ہے (۵) عورتوں کے علاوہ چھوٹے لڑکوں کو بھی وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا اور ورثہ کے مالک صرف وہ بیٹے سمجھے جاتے تھے جو دشمنوں سے لڑنے اور انتقام لینے کے اہل ہوں۔ اللہ تعالی نے چھوٹے لڑکوں کو بھی برابر کا حق دلایا گیا اور حقیقتاً یہی بچے یتیم ہوتے تھے۔ (کیلانی، م ۱۹۹۵، ج ۱، ص ۳۵۶/۳۶۲)

الکوثر فی تفسیر القرآن

الشیخ محسن نجفی لکھتے ہیں:

والدین اور قرابتداروں میں سے کوئی بھی ارث سے محروم نہ رہے گا، جیسا کہ دور جاہلیت میں یہ فلسفہ پیش کیا جاتا تھا کہ بچے چونکہ دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور دفاع میں حصہ نہیں لے سکتے، اس لیے چھوٹے بچوں کو ارث نہیں دیا جاتا۔ مگر اسلام بچوں کی دفاعی اعتبار سے قیمت نہیں لگاتا بلکہ ان کے انسانی مقام کے اعتبار سے انہیں وقعت دیتا ہے۔

میراث صرف مردوں کا حق نہیں بلکہ میراث میں عورتوں کا بھی حصہ ہے۔ للٰہذا اگر کوئی عورت مرد کے ساتھ ایک ہی طبقے میں ہو تو کوئی عورت ارث سے محروم نہیں رہتی ہے۔ مثلاً بیٹے کے ساتھ بیٹی کو، بھائی کے ساتھ بہن کو، چچا کے ساتھ پھوپھی کو حسب مراتب ارث ملے گا۔

میراث کتنی ہی کم ہو، تقسیم ہونی چاہیے۔ مال متروکہ تھوڑا ہونے کی وجہ سے جواز نہیں بنتا کہ اسے تقسیم نہ کیا جائے۔

میت کے ولی اور ورثاء کو چاہیے کہ میراث کی تقسیم کے وقت جو رشتہ دار اور غریب و مسکین اور یتیم بچے موجود ہوں تو اگرچہ از روئے قانون میراث میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے، لیکن از روئے شفقت تم خود اپنی طرف سے انہیں کچھ دے دیا کرو۔ (نجفی، ن، د، ج ۲، ص، ۲۵۷-۲۵۸)

وراثت سے متعلق پاکستانی قانون کا جائزہ

۱۹۶۱ آرڈیننس کی دفعہ نمبر ۴

Succession, act no:4

"In the event of the death of any son or daughter of the propositus before the opening of succession, the children of such son or daughter, if any, living at the time the succession opens, shall per stirpes receive a share equivalent to the share which such son or daughter, as the case may be, would have received if alive". (The muslim family laws ordinance Act 1961)

"وراثت شروع ہونے سے قبل مورث کے کسی لڑکے یا لڑکی کی موت کی صورت ہیں ایسے لڑکے یا لڑکی کی اولاد اگر ہو جو وراثت شروع ہونے پر زندہ ہو، بحصہ رسدی اس حصہ کے برابر حصہ پائے گی، جو ایسا لڑکا یا لڑکی اگر زندہ ہوتے تو وہ پاتے"۔

دفعہ ہذا کے نفاذ کے بعد صورت یہ ہے کہ زید جب فوت ہو گا تو زید کے بیٹے بکر کو جو حصہ ملتا تھا وہ اس کے پسر محمد خاں کو ملے گا یعنی یتیم پوتا یا پوتی اور نواسہ یا نواسی کو رسدی حصہ ملے گا۔

پہلے سے فوت شدہ اولاد کے ورثاء وہ حصہ پاتے ہیں جو ان کے ماں یا باپ کو وراثت شروع ہونے پر زندہ ہونے کی صوررت میں لگتا ہے،

پاکستان میں قانون وراثت میں حصص کی تقسیم محمڈن لاء کے مطابق کی جاتی ہے۔ جس کے تحت ایک مسلمان کے ترکہ کی وراثت اسی وقت کھل جاتی ہے جب وہ دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ اس کے قانونی ورثاء بمطابق شریعت، جو کہ اس وقت زندہ ہوتے ہیں، وہ اس ترکہ میں وراثت کے حقدار ہوتے ہیں۔

محمڈن لاء کے باب نمبر ۷ میں وارثوں کی تقسیم کا ذکر ہے جس کے مطابق ترکہ کے وارثین کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

دفعہ ۶۱۔ محمڈن لاء کے مطابق وارثوں کی اقسام، وارثوں کی تین اقسام ہیں، یعنی

۱۔ ذوی الفروض ۲۔ عصبات ۳۔ ذوی الارحام

۱۔ ذوی الفروض

وہ ہیں جو وراثت میں ایک مقررہ حصہ لینے کے حقدار ہوتے ہیں۔

۲۔عصبات

وہ ہیں جو کوئی مقررہ حصہ نہیں لیتے بلکہ ذوی الفروض کو ان کا حق دینے کے بعد جو بچتا ہے، لیتے ہیں۔

۳۔ذوی الارحام

وہ تمام نسلی قرابتدار جو ذوی الفروض ہیں نہ عصبات۔(Mulla's Muhammadan Law , Mansoor ،2016 page 76 (book house.

ا۔ذوی الفروض

تجہیز و تکفین کے مصارف اور قرضہ اور وصیتی ہبہ جات کے ادا کرنے کے بعد، کسی مسلمان متوفی کے ترکہ کی تقسیم میں سب سے پہلا کام یہ دریافت کرنا ہوتا ہے کہ ماندہ رشتہ داروں میں ذوی الفرض کون ہیں اور ان میں سے کون وراثت میں حصہ پانے کے مستحق ہیں۔اس کے بعد ان کے انفرادی حصص ایسے ذوی الفروض کو دیے جائیں گے جو بلحاظ صورت حال حصہ پانے کے مستحق ہوں گے۔(Mulla's Muhammadan Law P:79)

محمڈن لاء کے مطابق عورتوں کے وراثتی حصص

(ا)بیوی کا حصہ :۔اس کی دو صورتیں ہیں،(الف)۱/۸،جب کوئی اولاد یا کسی بیٹے کی اولاد تا انتہا موجود ہو۔یا(ب)۱/۴،جب کوئی اولاد یا کسی بیٹے کی اولاد تا انتہا موجود نہ ہو۔

۲۔ماں کا حصہ :۔ماں کا حصہ ۱/۶ ہے۔

(الف)جب کوئی اولاد یا کسی بیٹے کی اولاد تا انتہا موجود ہو۔یا(ب)دو یا دو سے زیادہ بھائی یا ہمشیر گان یا صرف ایک بھائی اور ایک ہمشیرہ، چاہے حقیقی، پدری یا مادری ۱/۳ حصہ ہے۔جب کوئی اولاد یا کسی بیٹے کی اولاد تا انتہا موجود نہ ہو،اور ایک سے زیادہ بھائی یا بہن نہ ہو(اگر کوئی ہوں) لیکن اگر بیوی یا شوہر بھی موجود ہو اور باپ بھی موجود ہے تو شوہر یا بیوی کا حصہ ملا کر کے بقایا کا ۱/۳ حصہ ملتا ہے۔(Mulla's Muhammadan Law P:80.)

۳۔جدہ صحیحہ

۱/۶ حصہ ہے۔جب ماں اور نزدیک تر مادری یا پدری جدہ صحیحہ موجود نہ ہو۔(ibd –P :83)

۴۔بیٹی کا حصہ

بیٹی کا حصہ ۱/۲ یا ۲/۳ ہے، جب بیٹا موجود نہ ہو۔

۵۔پوتی کا حصہ

(الف)۱/۲ حصہ ہے، جب(ا)بیٹا،(۲)بیٹی،(۳)پوتا موجود نہ ہوں۔

(ب) ۲/۳ ہے جب ایک بیٹی موجود ہو۔ تو پوتی (چاہے ایک ہو یا زیادہ) ۱/۲ حصہ لے گی۔ اگر کوئی بیٹا پوتا نہ ہو۔(Mulla;s Muhammadan Law P: 84.)

۶۔اخیافی بہن

۱/۲ یا ۲/۳ حصہ ہے، جب کوئی (ا)اولاد،(۲) بیٹے کی اولاد تا انتہا،(۳) باپ یا(۴)جد صحیح موجود نہ ہوں۔(Ibd-P: 87.)

۷:۔ حقیقی بہن

۱/۲ یا ۲/۳ حصہ ہے، جب کوئی (۱) اولاد، (۲) بیٹے کی اولاد تا انتہا، (۳) باپ (۴) جد صحیح یا (۵) حقیقی بھائی موجود نہ ہوں۔ (Ibd-P: 87.)

۸:۔ علاتی بہن

۱/۲ یا ۲/۳ حصہ ہے، جب کوئی (۱) اولاد، (۲) بیٹے کی اولاد انتہا، (۳) باپ (۴) جد صحیح (۵) حقیقی بھائی (۶) حقیقی بہن یا علاقی بھائی موجود نہ ہوں۔ لیکن اگر حقیقی ہمشیرہ صرف ایک ہی ہو اور وہ بطور ذوی الفروض حصہ وراثت لیتی ہے تو علاتی بہن (چاہے ایک ہو یا زیادہ) ۱/۲ حصہ لے گی۔ بشر طیہ اسے حق وراثت پانے سے کسی بناء پر خارج قرار دے دیا گیا ہو۔ (Ibd-P: 87.)

عصبیات

اگر ذوی الفروض نہ ہو، یا اگر ذوی الفروض ہوں بھی تو ان کا مقررہ حق دینے کے بعد کچھ بچ جائے تو کل ترکہ یا اس کی بچی ہوئی مقدار، جیسی بھی صورت ہو، عصبات کو اس ترتیب سے ملتی ہے۔ ☆ نوٹ ۔۔۔ ذوی الفروض کے حصص دے کر جو کچھ بچ جاتا ہے اس کو عصبات میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔
(Mulla's Muhammadan Law P: 92)

عورت کو حق وراثت سے محروم کرنے کی سزا

دفعہ ۴۹۸ A-کے مطابق ہر وہ شخص جو کسی عورت کو وراثت کے حصہ سے محروم رکھے گا اسکو زیادہ سے زیادہ دس اور کم از کم پانچ سال تک قید کی سزا اور دس لاکھ روپے تک کے جرمانے کی سزا سنائی جائے گی۔ (مجموعہ تعزیرات، ۱۸۶۰ء، ۴۹۸ اے.)

وراثت سے محرومی کی وجوہات

حسب ذیل وجوہات کی بناء پر کسی وارث کو وراثت کے حق سے محروم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ غیر مسلم شخص کسی مسلم کا وارث نہیں ہو سکتا۔

۲۔ قاتل کو مقتول کی وراثت میں حصہ نہیں ملتا۔ مثلاً باپ اگر بیٹے کو قتل کر دے تو ایسا قاتل باپ یا بیٹا وراثت کا حقدار نہیں ہو گا۔

۳۔ حرام النسب شخص اپنے والدین کی جائیداد کا وارث نہیں ہو سکتا۔ (بغیر نکاح کے پیدا ہونے والی اولاد حرام النسب کہلاتی ہے)۔

تقابلی جائزہ

وراثت سے متعلق منتخب تفاسیری مباحث اور مروجہ پاکستانی قانون کا تقابل کیا گیا ہے۔

مشترک نکات

۱۔ تمام مفسرین اس مسئلہ میں متفق ہیں لیکن پاکستانی قانون اس مسئلہ میں اختلاف کرتا ہے۔ کہ بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے کو میراث میں حصہ نہیں ملے گا خواہ اس کا باپ موجود ہو یا وفات پا گیا ہو۔ کیوں کہ اللہ تعالی نے وراثت کے اصول وضع فرما دیے ہیں کہ وراثت کے حصص ان میں تقسیم ہوں گے جو رشتہ میں اقرب ہوں گے کیونکہ اگر اقربیت کو معیاری شرط نہ بنایا جائے تو ہر متوفی شخص کی وراثت دنیا کے جملہ انسانی آبادی پر تقسیم کرنا لازم ہو گا۔ اور یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ وراثت کی تقسیم ضرورت کے معیار سے نہیں بلکہ قرابت کے معیار سے ہے۔

لہذا قرآنی اصول کے مطابق اگر یتیم پوتا بہ نسبت بیٹے کی ضرورت مند زیادہ ہو لیکن "اقربون" کے قانون کی رو سے وہ مستحق وراثت نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ بیٹے کی موجودگی میں اقرب نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۳۲۴)

۲۔ وراثت کی تقسیم کے حوالہ سے تمام مفسرین اور مروجہ پاکستانی قانون متفق ہیں

تقسیم میں اصحاب الفرائض سے ابتدا کی جائے گی، اصحاب الفرائض وہ ہیں جن کے حصص قرآن نے مقرر کر دیے ہیں، اصحاب الفرائض کو ان کا حصہ دینے کے بعد اگر ترکہ بچ رہا ہے یا اصحاب الفرائض نہ ہوں تو پھر وہ تمام ترکہ عصبات کو دیا جائے گا۔ باپ کی طرف سے قرابت کو عصبات کہا جاتا ہے، عصبات بنفسہ چار ہیں، بیٹا، پوتا، باپ دادا، بھائی چاچا، عصبات میں جو قریب ہوں اس کو حصی ملے گا اور بعید محروم ہو گا اور اگر عصبات نہ ہو تو تمام مال ذوی الارحام میں تقسیم کر دیا جائے گا، اگر ذوی ارحام بھی نہ ہوں تو جس کو وصیت کی تھی اسکو وصیت کے مطابق دیا جائے گا اور اگر یہ بھی نہ ہو تو کل ترکہ بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔ (تفہیم، القرآن، ج ۱، ص، ۳۲۴)

Classes of heris:- there are three classes fo heris, namly:

1: - Shares, 2:- Residuaries, 3:- Distant kindred

2:- Shares, are those who are entitled to a prescribes share of th inheritance;

3:- Residuaries, are those who take no prescribed share but succeed to the Residu" after the claim of the sharers are satisfied;

4:- Distant kindred are all those relation by blood who is neither sharers nor residuaries.-(Mulla's Muhammadan Law،2019 page 79)

ذوی الفروض

تجہیز و تکفین کے مصارف اور قرضہ اور وصیتی ہبہ جات کے ادا کرنے کے بعد، کسی مسلمان متوفی کے ترکہ کی تقسیم میں سب سے پہلا کام یہ دریافت کرنا ہوتا ہے کہ ماندہ رشتہ داروں میں ذوی الفرض کون ہیں اور ان میں سے کون وراثت میں حصہ پانے کے مستحق ہیں۔ اس کے بعد ان کے انفرادی حصص ایسے ذوی الفروض کو دیے جائیں گے جو بلحاظ صورت حال حصہ پانے کے مستحق ہوں گے۔(Mulla's Muhammadan Law P; 79)

اختلافی نکات

۱۔ مروجہ پاکستانی قانون شرعی وراثت کے اصول کے خلاف ہے، ۱۹۶۱ء آرڈیننس، دفعہ ۴ درج ذیل ہے:

"In the event of the death of any son or daughter of the propositus before the opening of succession, the children of such son or daughter, if any, living at the time the succession opens, shall per stirpes receive a share equivalent to the share which such son or daughter, as the case may be, would have received if alive".(The Muslim family laws ordinance Act 1961)

وراثت شروع ہونے سے قبل مورث کے کسی لڑکے یا لڑکی کی وقت کی صورت ہیں ایسے لڑکے یا لڑکی کی اولاد اگر ہو جو وراثت شروع ہونے پر زندہ ہو، بحصہ رسدی اس حصہ کے برابر حصہ پائے گی، جو ایسا لڑکا یا لڑکی اگر زندہ ہوتے تو پاتے۔

انفرادی نکات:

۱۔ مفتی محمد شفیع کہتے ہیں کہ وراثت ایک جبری ملک ہے اس میں مالک ہونے والے کی رضامندی شرط نہیں۔ (معارف القرآن، ن، د، ج ۲، ص، ۳۱۴)

تجزیہ:

قانون ہذا کے نفاذ کے بعد صورت یہ ہے کہ یتیم پوتا یا پوتی اور نواسہ یا نواسی کو رسدی حصہ ملے گا۔ پہلے سے فوت شدہ اولاد کے ورثاء وہ حصہ پاتے ہیں جو ان کے ماں یا باپ کو وراثت شروع ہونے پر زندہ ہونے کی صوررت میں لگتا ہے۔ حنفی قانون کے مطابق دادی بحثیت ذی الفرض کے جائیداد کا ۱/۶ ہے اور حقیقی بھائی بطور عصبہ ۵/۶ لے گا، نواسے کو ذوی الارحام میں سے ہونے کی وجہ سے کچھ نہیں ملے گا۔ لیکن شیعہ قانون کی رو سے نواسہ قسم اول کے

وارثوں میں شامل ہے جبکہ دادی اور حقیقی بھائی قسم دوم کے ورثاء ہیں، لہذا نواسہ سالم جائیداد لے گا اور دادی و حقیقی بھائی محروم رہیں گے۔ قانون وراثت کے تحت حقیقی چچا عصبہ ہونے کہ وجہ سے سالم جائیداد لے گا اور بھائی کی بیٹی جو ذوی الارحام میں داخل ہے، محروم ہو گی۔ لیکن اہل تشیع نے اختلاف کیا ہے کہ بھائی بیٹی قسم دوم کے وارثوں میں ہونے کی وجہ سے کل کل جائیداد لے گی اور چچا جو تیسری قسم کے وارثوں میں ہے محروم رہے گا۔ اور نانا سالم جائیداد لے گا۔ کیونکہ وہ قسم دوم کے ورثاء میں سے ہے جبکہ حقیقی چچا کا بیٹا درجہ سوم کے وارثوں میں ہے اس لیے محروم رہے گا۔ (Shia Law of Inheritance, Act 87,88) سنی اور شیعہ کا قانون وراثت میں جو اختلاف پایا جاتا ہے وہ ذوی الارحام اور ذوی الفروض اور عصبات کی ترتیب میں ہے، سنی قانون وراثت ذوی الارحام کو ذوی الفروض اور عصبات کے بعد رکھتا ہے اور شیعہ قانون وراثت میں ذوی الارحام، ذوی الفروض اور عصبات کے ساتھ حصہ پاتے ہیں، سنی پدری رشتہ داروں کو مادری رشتہ داروں پر ترجیح دیتے ہیں، شیعوں میں قریب تر رشتہ داروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ پدری ہوں یا مادری ہوں۔

حواشی وحوالہ جات

معلوف ,لوئیس (س۔ن)، المنجد افی للغتہ والاعلام، المکتبہ الشرقیہ، بیروت

Maalouf, A. L. (n.d.). Lisan al-Arab. Maktabah al-Sharqiyyah

اصفہانی، (1987)، راغب، مفردات القرآن، زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور

Asfahani, R. (1987). Mufarradat al-Qur'an (Vol. 1). Zahid Bashir Printers

کیرانوی، وحید الزمان، القاموس الوحید، ادارۃ الاسلامیہ، کراچی

Kirmani, W. Z. (1422). Al-Qamus al-Wahid. Idarah al-Islamiyah.

الجلالی، (1958)، عبد السلام الدائم، لغات القرآن، یونین پرنٹنگ پریس، دہلی

Jalalayn, A. S. (1958). Lughat al-Qur'an. Union Printing Press.

وحید الزماں (1956)، لغات الحدیث، نور محمد کارخانہ، کراچی

Wahid al-Zaman. (1956). Lughat al-Hadith (Vol. 2). Noor Muhammad Carriage.

میرٹھی (1954)، سجاد، قاموس القرآن، یونین پریس دہلی، کراچی

Mirthi, S. (1954). Qamus al-Qur'an. Union Press Delhi.

تنزیل الرحمن (2004)، مجموعہ قوانین اسلام، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

T. A. Rahman, (2004). Majmuah Qawanin Islam (Vol. 5). Idarah Tahqiqat Islami.

قادری، (2015)، سید احمد عروج، اسلام کے عائلی قوانین، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی

Qadri, S. A. A. (2015). Ahkam-e-Islam ke aile qawanin. Central Islamic Book Publisher.

محبوب عالم، (1992)، مولوی، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، الفصیل غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور

Aalam, M. M. (1992). Islami Encyclopedia. Faseel Ghazni Street Urdu Bazar.

النساء

An-Nisa

ابوداود (1405)، سلیمان بن اشعث (م 275ھ)، سنن ابوداؤد، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان، لاہور

Abudaud, (1405), Suleiman bin Ash'at, Sunan Abi Dawood (Vol. 3). Matba Mujtabai Pakistan.

قشیری، مسلم بن حجاج (م 261ھ) صحیح مسلم، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

Qushayri, Muslim bin Hajjaj (d. 261 AH). Sahih Muslim. Karachi: Noor Muhammad Ashraf Printing Press.

بخاری، محمد بن اسماعیل، (256ھ) صحیح بخاری، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

Bukhari, Muhammad bin Ismail (d. 256 AH). Sahih al-Bukhari. Karachi: Noor Muhammad Ashraf Printing Press.

ترمذی، (2004)، محمد بن عیسیٰ (م 279ھ) سنن ترمذی، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان

Tirmidhi,(2004), Muhammad bin Isa (d. 279 AH). Sunan at-Tirmidhi. Beirut, Lebanon: Dar al-Kutub al-Ilmiyah.

ابن ماجہ، محمد بن یزید (م 273ھ) سنن ابن ماجہ، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی

Ibn Majah, Muhammad bin Yazid (d. 273 AH). Sunan Ibn Majah. Karachi: Noor Muhammad Kar Khana Tajarat Kutub.

مودودی، سید ابوالاعلیٰ، (1399ھ) تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور

Maududi, Syed Abul A'la (1399 AH). Tafheem-ul-Quran. Lahore: Idara Tarjuman al-Quran

محمد شفیع، مفتی، تفسیر معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی

Muhammad Shafi, Mufti. Tafsir Ma'ariful Quran. Karachi: Idara al-Ma'arif

اصلاحی، امین احسن، (م 1997ء) تدبر قرآن، فاران فاونڈیشن، لاہور

Aslahi, Amin Ahsan (1997 CE). Tadabbur-e-Quran. Lahore: Faran Foundation.

سعیدی، (2009)، غلام رسول (م 2016ء)، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور

Saeedi, (2009), Ghulam Rasool, Tafseer Tabeen al-Quran. Lahore: Fareed Book Stall.

کیلانی، (1995) عبدالرحمن، (م 1995ء) تیسیر القرآن، مکتبہ دار السلام، لاہور

Kailani, Abdul Rahman (1995). Taisir al-Quran. Lahore: Maktabah Dar al-Islam.

نجفی، (2016)، شیخ محسن علی، الکوثر فی تفسیر القرآن، مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور،

Najafi, Sheikh Mohsen Ali. Al-Kawthar fi Tafseer al-Quran. Lahore: Masbah al-Quran Trust.

The Muslim Family Laws Ordinance 1961, Act 4.

Mulla, D. F. (2016). Mulla's Muhammadan Law (p. 76). Lahore: Masroor Book House.

Shia Law of Inheritance, Acts 87-88.